کربلا کا تاریخی پس منظر
(جلد اول)
شیخ موسیٰ خسروی

یا ابا عبداللہ الشہداء

# کربلا کا تاریخی پس منظر

(جلد اول)

شیخ موسیٰ خسروی

ادارہ تبلیغات علوم آل محمدؐ

کتاب : ............ کربلا کا تاریخی پس منظر

تالیف : ............ شیخ موسیٰ خسروی

ترجمہ : ............ مولانا محمد حسن جعفری

تصحیح : ............ فیضیاب علی رضوی

طبع اول : ............ سنہ ۲۰۰۳ء


Presented by www.ziaraat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ابتدائیہ

آج جبکہ میں نے ''سقیفہ سے نینوا تک'' کے واقعات لکھنے کے لئے قلم اٹھایا ہے، بدھ کی صبح اور شعبان کی تین تاریخ ہے، جو حضرت اباعبداللہ امام حسین علیہ السلام کا یوم میلاد ہے۔ ریحانۂ رسولؐ کے میلاد مسعود پر شیعہ دنیا آج خوشیاں منا رہی ہے۔

کل رات مشہد مقدس کی تمام سڑکیں اور بازار سجے ہوئے تھے۔ رنگارنگ قمقمے روشنی پھیلا رہے تھے۔ قیمتی کپڑے، قالین، قابل دید اشیاء، خوبصورت سائن بورڈز، سڑکوں اور بازاروں کے درو دیوار پر جلوہ دکھا رہے تھے۔ وہ لوگ بھی جو مالی اعتبار سے اتنے مضبوط نہیں ہیں انہوں نے بھی اپنی بساط بھر اس مذہبی عید میں حصہ لیا تھا اور اس طرح اس پاکیزہ درگاہ سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا تھا۔

میں ایک مقام سے گزرا کہ جہاں دکانوں میں چراغاں بہت زیادہ دلکش تھا۔ لیکن اس تمام آرائش اور آراستگی میں میری نظر ایک دکان میں گئی کہ اس کے مالک کے لئے میں نے دل سے شاباش کہی۔ میں اسی پر اکتفا نہیں کر رہا بلکہ آج صبح اس پیش گفتار کے توسط سے عین عقیدت مندی کے تحت اس مرد کا تذکرہ

امام حسین علیہ السلام کی شب میلاد سے ملنے والے ایک تحفے کے عنوان سے اس کتاب میں ہمیشہ کے لئے ایک یادگار کے طور پر کر رہا ہوں۔

اس بازار میں ٹین کا سامان بنانے والی ایک دکان میری زیادہ توجہ کا باعث تھی۔ اس نے زیادہ چراغاں نہیں کیا تھا بلکہ ادھر ادھر کی دکانیں ہی اس دکان کو روشن کر رہی تھیں لیکن اس دکان کے آگے ایک تازہ بنایا ہوا آتش دان گویا میز کے طور پر رکھا ہوا تھا اور اس پر شیرینی سے بھرا ہوا ایک طباق رکھا ہوا تھا جو دوستوں اور جان پہچان والے راہگیروں کو متوجہ کر رہا تھا۔

میں نے سوچا کہ یہ مرد شب عید نوروز قطعاً کوئی کام نہیں کرتا اور شب ولادت اپنے عزیز ترین فرزند کو بھی دکان کے دروازے پر نہیں دیکھنا چاہتا، آج رات اسے جو تعلق اور عقیدت مندی امام حسینؑ سے ہے اور اس کا دل خوشی سے بھرا ہوا ہے اسی وجہ سے وہ دوستوں کا منہ میٹھا کر رہا ہے۔ میں نے دل میں کہا "مرحبا! اے حسینؑ کے دوست مرحبا، امید رکھتا ہوں کہ تجھے اس کا بہترین اجر تیرے مولا سے ملے گا۔"

اسی روز مسعود کی برکت حاصل کرنے کے لئے میں نے اپنی کتاب سقیفہ سے نینوا تک (جس کا اردو ترجمہ ہے کربلا کا تاریخی پس منظر) لکھنا شروع کی اور بارگاہ امام عالی مقامؑ سے توقع رکھتا ہوں کہ اس کتاب کے مطالب کے بیان کرنے میں آپ میری مدد فرمائیں گے اور اس ناچیز کی یہ عاجزانہ کوشش آپ کی بارگاہ میں میرے درجات کی بلندی کا باعث ہوگی۔

محترم قارئین سے عرض ہے کہ اس کتاب کے دو ابواب میں "سقیفہ سے نینوا تک" کی تاریخ اور ایک باب میں عربوں کے زمانۂ جاہلیت اور رسول خداؐ کی تبلیغات اسلام کے لئے جہد مسلسل کا بیان ہے۔

درحقیقت یہ ابتدائی تین ابواب کتاب ہذا کے چوتھے باب کا مقدمہ ہیں۔
"باب چہارم" میں ہم نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد لوگوں نے دین میں کیا کیا تبدیلیاں کیں۔
"باب پنجم" میں ہم نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ معاویہ نے اپنے زمانۂ حکومت میں دین کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ دور معاویہ کو درحقیقت اجتماع سقیفہ کا منطقی نتیجہ یا شجر سقیفہ کا ثمر کہا جاسکتا ہے۔

ہمارے محترم قارئین جب مذکورہ بالا دو ابواب کا مطالعہ کریں گے تو انہیں اس نتیجے پر پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیئیس سال کی انتھک جدوجہد سے انسانی سعادت کے لئے جو عظیم الشان محل تعمیر کیا تھا، آپ کی وفات کے صرف پچاس سال بعد وہ محل گرنے کو ہی تھا اور حکومتوں نے اپنی مسلسل کوششوں سے اسے منہدم کرنے کی منصوبہ بندی کی تھی۔

اسلام کا مبارک شجر سقیفہ کی بادسموم سے مرجھانے کو ہی تھا کہ رسول خداؐ کی گود میں پلنے والے حسینؑ اٹھے اور انہوں نے اپنا اور اپنے عزیزوں کا مقدس خون دے کر شجر اسلام کو نہ صرف سوکھنے سے محفوظ رکھا بلکہ اسے ابدی زندگی عطا کردی۔

امام حسین علیہ السلام کی لازوال قربانی آئندہ کی قربانیوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوئی اور امام علیہ السلام نے مسلمانوں کو درس دیا کہ وہ جب بھی کلمۂ توحید کو خطرے میں دیکھیں تو اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اس کی حفاظت کا مقدس فریضہ سرانجام دیں۔ لاریب کہ ع

حقا کہ بنائے لا الٰہ ہست حسینؑ

میری کتاب "پند تاریخ" کو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے جتنی پذیرائی نصیب

ہوئی وہ میرے تصور سے بھی زیادہ تھی لیکن اس کتاب میں میرا انداز بیان ذرا کچھ مختلف ہوگا کیونکہ اکثر موضوعات کا اثبات استدلال و حجت سے مربوط ہے اسی لئے اسے صرف تاریخی واقعات تک محدود نہیں رکھا جاسکتا۔ اگرچہ مطالب کی وضاحت کے لئے ہم نے اس کتاب میں بھی بہت سی داستانوں کے ذریعے کوشش کی ہے کہ قارئین ایک علمی موضوع کے مطالعے کو اپنے لئے بوجھ نہ سمجھیں اور خوبصورت داستانوں کے اسلوب کے سبب ان کی دلچسپی برقرار رہے۔ مگر اول و آخر اس کتاب کو صرف موضوعاتی واقعات تک محدود نہیں سمجھنا چاہیئے۔

ہم اپنی اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں اس کے لئے ہم قارئین کی آراء کا شدت سے انتظار کریں گے۔ جو ارباب فضل ہم سے رابطہ کرنے کے خواہشمند ہوں وہ حسب ذیل پتے پر خط و کتابت کریں۔

منزل شیخ موسیٰ خسروی،

چہار راہ دریا دل،

مشہد مقدس، ایران۔

## قاضی ابوبکر باقلانی کے ہاں کربلا کی پیدائش کا سرچشمہ

قاضی ابوبکر باقلانی کا تعلق متکلمین اہلسنت سے ہے اور وہ قرن پنجم کے مشہور اہلسنت دانشور تھے۔

خطیب بغدادی نے اپنی کتاب تاریخ بغداد کی جلد پنجم، صفحہ ۳۷۹ پر ان کی تعریف و توصیف کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ موثق ترین عالم دین تھے۔ باقلانی بغداد کے رہنے والے تھے اور ۴۰۳ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ انہوں نے علم الکلام اور علوم اعتقادی کے متعلق بہت سی کتابیں لکھیں جن میں سے ان کی کتاب "التمہید"

کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

باقلانی نے واقعہ کربلا کے سرچشمے کو بالکل صحیح سمجھا اور انہوں نے اپنی ایک نظم میں امام حسین علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ خاتون جنت حضرت بی بی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی مظلومیت کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ سقیفہ میں ہی قتل حسینؑ کی پہلی اینٹ رکھ دی گئی تھی۔

قاضی باقلانی اپنے دور کے مشہور عالم دین اور علم الکلام کے ماہر تھے اسی لئے ان کی بات میں ایک وزن ہے۔ قاضی باقلانی کی نظم کو مشہور ادیب و دانشمند بہاء الدین اربلی نے نقل کیا ہے اور مشہور مورخ و محدث شیخ عباس قمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنی کتاب ''بیت الاحزان'' کے آخر میں نقل کیا ہے کہ علی بن عیسیٰ اربلی کا بیان ہے کہ ہمارے ایک دوست نے قاضی ابوبکر باقلانی کے یہ ابیات ہمارے سامنے پڑھے:

یا من یسائل دائباً عن کل معضلة سخیفة

لا تکشفن مغطاً فلربما کشفت جیفة

ولرب مستور بدا کالطبل من تحت القطیفة

ان الجواب لحاضر ولکننی اخفیه خیفة

لولا اعتداء رعیة القی سیاستها الخلیفة

وسیوف اعداء بها هاماتنا ابدا نقیفة

لنشرت من اسرار آ ل محمد جملاً طریفة

تغنیکم عما روا ہ مالک و ابوحنیفة

واریتکم ان الحسین اصیب فی السقیفة

ولای حال لحدت باللیل فاطمة الشریفة

ولما حمت شیخیکم عن وطئ حجرتها المنیفة

اوه بنت محمد (ص) ماتت بغصتها اسیفة

اے وہ شخص جو ہمیشہ باریک مسائل کے متعلق پوچھتا رہتا ہے سر پوشیدہ اشیاء کو مت کھول۔ بعض اوقات ان کے نیچے سے مردار برآمد ہوتا ہے۔ بہت سے امور ایسے ہیں کہ اگر انہیں آشکار کردیا جائے تو وہ اس خالی طبل کی طرح ہوتے ہیں جو مخملی چادر سے برآمد ہوتے ہیں۔ جواب یقیناً حاضر ہے لیکن میں خوف کے مارے اسے پنہاں رکھنا چاہتا ہوں۔

اگر لوگوں کی دشمنی اور خلیفہ کی سیاست نہ ہوتی! اگر ہماری گردنوں پر دشمنوں کی تلواریں نہ ہوتیں جو ہمیشہ سے ہماری کھوپڑیوں کو چیرتی رہی ہیں! تو میں آل محمدؑ کے مخفی اسرار میں سے کئی حیران کن امور کا انکشاف کرتا اور تمہیں ایسے حقائق سے روشناس کرتا جن کی وجہ سے تمہیں مالک اور ابوحنیفہ کی روایات کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوتی۔

اور میں سابقہ حوادث کے تجزیے میں تمہیں دکھاتا کہ حسینؑ سقیفہ میں ہی قتل ہوگئے تھے یعنی جو انحراف قتل حسینؑ پر منتج ہوا اس کا آغاز سقیفہ سے ہی ہوا تھا۔

اور اگر مذکورہ خطرات نہ ہوتے تو میں تمہیں بتاتا کہ فاطمہ زہراؑ کے جسد خاکی کو رات کی تاریکی میں کیوں دفن کیا گیا اور انہوں نے شیخین کو اپنے حجرے میں قدم رکھنے سے کیوں منع فرمایا تھا۔

ہائے افسوس بنت پیغمبرؐ پر جو رنج و افسوس لے کر دنیا سے رخصت ہوگئیں۔

شیخ موسیٰ خسروی

اس کے بعد حضرت علیؑ قبر رسولؐ سے لپٹ گئے اور رو رو کر کہنے لگے:

ماں جائے! قوم نے مجھے کمزور سمجھ لیا اور مجھے قتل کرنے کے درپے ہو گئے۔[1]

یہاں تک آپ نے ایک سنی عالم دین کے خانۂ پاک سیدہؑ میں بلا اجازت درّانہ داخل ہونے اور وہاں سے حضرت علیؑ کو باہر نکال لانے کے بارے میں اعترافات پڑھے۔

ارباب سقیفہ نے علیؑ و بتولؑ کو کیا کیا دکھ دیئے؟ ہم نے اختصار کے خاطر صرف اتنا نقل کرنے پر اکتفا کیا جس کے وہ خود معترف ہیں۔ اس کے بعد ہمارے صاحبان انصاف قارئین خود ہی فیصلہ کریں کہ سقیفہ کے اجتماع نے اسلام و مسلمین کو کتنے بڑے نقصانات سے دوچار کیا اور عالم اسلام میں جتنے بھی ظلم و ستم ہوتے رہیں گے ان تمام مظالم کی بنیاد سقیفہ میں ہی رکھی گئی تھی۔

اگر سقیفہ کی کارروائی نہ ہوتی تو حکومت اسلامی کی باگ ڈور معصوم شخصیات کے ہاتھوں میں ہوتی اور آج عالم اسلام اس تنزلی اور زبوں حالی میں مبتلا نہ ہوتا۔ سقیفہ کے حکام نے ہی ابوسفیان جیسے دشمن اسلام کے بیٹے معاویہ کو شام جیسے اہم اور حساس صوبے کا گورنر مقرر کیا۔ اس نے وہاں طویل عرصے تک حکومت کی اور اتنا اثر و رسوخ حاصل کیا کہ خلیفہ برحق کے خلاف بغاوت کر دی۔

معاویہ و یزید کی حکومت کا سرچشمہ سقیفہ ہے۔ اگر دنیا میں سقیفہ کی کارروائی نہ ہوتی تو شراب خور یزید کبھی برسر اقتدار نہ آتا اور گلشن رسولؐ کربلا میں یوں پامال نہ ہوتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ شجر سقیفہ کا ثمر یزید ہے تو یہ بے جا نہیں ہوگا۔

وہ لوگ سقیفہ میں صرف حکومت حاصل کرنے اور حضرت علیؑ کے حق کو پامال کرنے کے لئے اکٹھا ہوئے تھے اور ہر ایک کے لئے یہاں ایک حصہ معین

---

[1] یہ وہ قرآنی الفاظ ہیں جو حضرت موسیٰؑ کے بھائی ہارونؑ نے ادا کئے تھے۔

کردیا گیا تھا۔ چنانچہ قرارداد کے مطابق حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین بنادیا تھا کیونکہ حضرت عمرؓ نے بھی خلافت ابوبکرؓ کے لئے کافی زحمت برداشت کی تھی۔

(ارباب سقیفہ پہلے سے یہ طے کرچکے تھے کہ وفات پیغمبر کے بعد ابوبکرؓ برسراقتدار آئیں گے پھر عمرؓ بن الخطاب خلیفہ بنیں گے اور ان کے بعد ابوعبیدہ یا سالم مولی ابی حذیفہ خلیفہ بنیں گے اور ان کے بعد خلافت عثمانؓ کو دی جائے گی۔ پھر معاویہ اور بنی امیہ کو اقتدار پر لایا جائے گا۔ ابوعبیدہ اور سالم حضرت عمرؓ کی زندگی میں ہی وفات پاگئے تھے اسی لئے وہ خلافت میں سے اپنا حصہ وصول نہیں کرسکے تھے اور باقی حضرات کو معاہدے کے مطابق حکومت و ریاست نصیب ہوئی)۔

## ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

جس حکومت کے حصول کے لئے ارباب سقیفہ نے یہ سب کچھ کیا آیئے دیکھیں کہ وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ کی خواہشات اور حسرتیں کیا تھیں؟

عبدالرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ میں مرض موت میں حضرت ابوبکرؓ کی عیادت کے لئے گیا تو وہ مجھے بے چین و مضطرب دکھائی دیئے۔ میں نے انہیں تسلی دی اور ان سے کہا: اپنے آپ کو زیادہ پریشانی میں مبتلا نہ کریں۔ پریشانی کی وجہ سے آپ کی صحت مزید خراب ہو جائے گی۔ آپ کو اگر آخرت کے حوالے سے کوئی پریشانی ہے تو ہم نے آپ سے بھلائی اور نیکی کے علاوہ اور کچھ نہیں دیکھا اور اگر دنیا کی کسی وجہ سے آپ پریشان ہیں تو دنیا اس لائق ہی نہیں کہ انسان اس پر پریشان ہوتا رہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میں دنیا کی کسی چیز سے پریشان نہیں ہوں۔ البتہ

انہوں نے خالد کے جرائم کا دفاع کیا۔ کبھی کہا کہ خالد کو اشتباہ ہوا تھا۔ کبھی کہا کہ خالد خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اور انہوں نے حضرت عمرؓ کو خالد پر تنقید کرنے سے روک دیا تھا۔

ابوقتادہ انصاری نے خلیفہ کے سامنے خالد کے جرائم کو بے نقاب کیا اور کہا کہ میں قسم کھا چکا ہوں کہ آئندہ جس لشکر کا سپہ سالار خالد ہوگا میں اس لشکر میں کبھی شمولیت اختیار نہیں کروں گا۔

خلیفہ صاحب کو ابوقتادہ کے یہ جملے ناگوار گزرے اور وہ ابوقتادہ پر ناراض ہوئے۔ جیسا کہ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ کی جلد چہارم کے صفحہ ۱۸۷ پر لکھا ہے۔ (انتہیٰ کلام الامینی)

قارئین کرام! رسول اکرمؐ کی وفات کو تھوڑا سا عرصہ ہوا تھا کہ سقیفائی حکومت نے ہنستے بستے مسلمانوں پر فوج کشی کردی، فوج نے انہیں قتل کیا، ان کے مال لوٹے اور ان کی عزتوں کو برباد کیا۔ جب وفات رسولؐ کے چند ماہ بعد یہ حشر ہوا تو چالیس پچاس سال بعد جب معاویہ و یزید برسراقتدار آئے تو اس وقت غریب مسلمانوں پر کیا گزرتی ہوگی۔ اس دور میں اسلام کا مفہوم صرف یہی رہ گیا تھا کہ خلیفہ کی اطاعت کرو۔ یہی دین ہے اور یہی اسلام ہے۔ (چاہے خلیفہ حجر بن عدی جیسے پاکباز مسلمانوں کو قتل کرنے کا حکم جاری کرے تو انہیں بے دریغ قتل کردیا جائے اور) اگر خلیفہ فرزند رسول امام حسین علیہ السلام کو قتل کرنے کا حکم دے تو انہیں بھی شہید کردیا جائے اور خلیفہ کی اطاعت کو روح دین تسلیم کیا جائے۔ باقی دین اللہ اللہ خیر صلا۔

## بے سروپا روایات سے سقیفائی حکومت کو سند جواز نہیں مل سکتا

(سقیفائی حکومت کے مداحوں نے اپنے ممدوح خلفاء کا حق نمک ادا کرنے کے لئے جھوٹی احادیث بنانے سے بھی اجتناب نہیں کیا۔ خلفاء کی شان میں ایسی بے سروپا روایات بنائی گئیں جو عقل سلیم کے لئے بوجھ محسوس ہوتی ہیں۔ مکتب خلفاء میں ایسی روایات بہت زیادہ ہیں۔ بطور نمونہ ہم چند روایات نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اور روایات کے بعد ہم تبصرہ کا حق بھی محفوظ رکھتے ہیں۔)

شیخ ابراہیم عبیدی مالکی نے کتاب عقائق کے حوالے سے اپنی کتاب عمدة التحقیق فی بشائر آل الصدیق میں لکھا اور اسی روایت کو صفوری نے عیون المجالس کے حوالے سے اپنی کتاب نزھة المجالس کی جلد چہارم صفحہ ۱۸۴ پر تحریر کیا ہے۔

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی عائشہؓ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورج کو سفید موتی سے پیدا کیا اور سورج اس دنیا سے ایک سو چالیس گنا بڑا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورج کو ایک چرخی پر رکھا اور اس چرخی کو آٹھ سو ساٹھ دستے لگائے اور ہر دستے میں سرخ یاقوت کی زنجیر نصب کی۔ اس کے بعد ساٹھ ہزار فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی پوری قوت و توانائی سے سورج کو چرخی پر حرکت دیں۔ سورج روزانہ سبز قبہ پر گردش کرتا ہے اور اس کا نور اہل زمین کو روشنی فراہم کرتا ہے۔ اور جب سورج سفر کرتے کرتے بیت اللہ یعنی خانۂ کعبہ کے اوپر آتا ہے تو خط استوا پر توقف کرتا ہے کیونکہ خانۂ کعبہ زمین کا مرکز ہے، اس وقت سورج فرشتوں سے کہتا ہے کہ ”اے میرے پروردگار کے فرشتو! میں روزانہ کعبہ کے سامنے آتا ہوں اور کعبہ مومنین کا قبلہ ہے اور میں روزانہ یہاں آ کر چلا جاتا